سُوۡرَةُ المَائدة کی تفسیر Lesson 10: Al-Maidah (Ayaat 105 - 120): Day 32

تفسیر دیکھیں گے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ‌ ۚ لَا يَضُرُّكُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَيۡتُمۡ‌ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾

اے ایمان والو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا تم سب کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ تم کو تمہارے سب کاموں سے جو (دنیا میں) کئے تھے آگاہ کرے گا (اور ان کا بدلہ دے گا) ﴿۱۰۵﴾

اپنی فکر کرو۔ باپ دادا کا نام لگا کر اللہ کے احکام کے خلاف کام نہ کرو۔ کوئی بھٹکا ہوُا شخص تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا نہیں سکتا۔ غلط قسم کے کے لوگ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

اس میں دو طرح کے لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک تو وہ جو کہتے ہیں کہ اپنی فکر نہ کرو مجھے نصیحت نہ کرو۔

دوسرے وہ جو اپنے گناہوں کا خمیازہ دوسروں پر ڈالتے ہیں۔ کہ میرے شوہر پسند نہیں کرتے۔ مجھے فلاں مجبور کر رہا ہے۔ میری ساس یہ کرواتی ہیں۔

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اچھی بات کا حکم اور بری باتوں سے منع بھی نہ کرے، کیونکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں فرمایا لوگو تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کا مطلب غلط لیتے ہو سنو! میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ لوگ جب

بری باتوں کو دیکھتے ہوئے انہیں نہیں روکیں گے تو بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی عام عذاب آ جائے۔امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بھی ہے کہ جھوٹ سے بچو جھوٹ ایمان کی ضد ہے (سنن ترمذي:2168)

(اِس آیت کی کچھ تفسیر سورۃ مائدہ کے دِن 29 میں آچکی ہے)۔

یہ بہت اہم موضوع ہے۔دو مختلف معنی سمجھ آتے ہیں۔ایک تو یہ کہ ہم نے اللہ کی بات لوگوں تک پہچانی ہے لیکن اگر وہ پھر بھی عمل نہیں کرتے تو فکر نہ کریں۔یعنی اللہ کا پیغام دے دو۔ عمل اور توفیق اللہ کی طرف سے انسان کی کوشش پر ملے گی۔

لوگوں کو بُرائی سے روکتے رہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے رہیں۔ہم مسلم امّت تو اس کام کے لئے ہی بھیجے گئے ہیں۔ ہم کنتم خیر امۃ----ہیں کہ برائی سے منع کرتے رہیں اور لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائیں۔

حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جب تم نے اچھی بات کی نصیحت کر دی اور بری بات سے روک دیا پھر بھی کسی نے برائیاں کیں نیکیاں چھوڑیں تو تمہیں کوئی نقصان نہیں"۔

یہی اُصول ہمیں اپنی زندگی میں شامل کر لینا چاہیئے۔اپنے بچوں کو اور اپنے گھر والوں کو خیر کی طرف بلائیں۔

آپ اپنی پوری کوشش کریں۔ کوئی ایک انسان بھی فائدہ پالے گا یا سو انسان فائدہ پالیں۔ آپ کو اللہ کی طرف سے اَجر ملے گا۔ اللہ تعداد نہیں دیکھے گا۔وہ آپ کا اِخلاص اور نیت دیکھے گا۔ اللہ کے دین

کے کام کو منظم طریقے سے کریں۔ یہ نہیں کہ بے ڈھنگے طریقے سے کام کریں پھر کہیں کہ فلاں تو مانا ہی نہیں یا اللہ کو ایسے ہی منظور تھا۔ بہترین طریقے سے کام کریں اور اللہ سے مدد مانگیں۔

اگلی آیت اُسی سلسلے میں نازل ہوئی۔ ان آیات کا موضوع لکھ لیں کہ سفر کے دوران جب موت کے اثرات ظاہر ہونے لگیں تو کیا کرنا چاہئیے۔ خاص طور پر جب کوئی سفر میں ہو اور اگر غیر مسلم آس پاس ہوں تو کیا کریں۔ ہمارے دین کی خوبصورتی دیکھ لیں کہ ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کی گئی ہے۔

اللہ کے نبیؐ کے زمانے میں تین لوگ شام کے سفر پر گئے۔ بدیل بن ابو مریم بھی مال تجارت لے کر شام کے ملک گئے ہوئے تھے۔ وہ مسلمان صحابیؓ بیمار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے سامان کی لسٹ بنائی اور اپنے سامان میں چھپا دی۔ اور دوسرے دو ساتھیوں (تمیم اور عدی) سے کہا کہ یہ میرے گھر والوں کو دے دینا۔ دوسرے دونوں کو علم نہیں تھا کہ سامان کی لسٹ بھی سامان میں چھپائی ہوئی ہے۔ وہ وفات پا گئے۔ دوسرے دونوں لوگ واپس آ گئے تو سامان اُس صحابیؓ کے گھر والوں کو دینے سے پہلے اُس سامان میں سے ایک بہت قیمتی اور خوبصورت پیالہ نکال لیا۔ جب گھر والوں کو سامان ملا تو لسٹ بھی مل گئی۔ لسٹ کے مطابق ایک قیمتی پیالہ اُس سامان میں موجود نہیں تھا۔ وہ گھر والے اپنا معاملہ اللہ کے نبیؐ کے پاس لے گئے۔

يَآيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا شَهَادَةُ بَيۡنِكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ حِيۡنَ الۡوَصِيَّةِ اثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ اَوۡ اٰخَرٰنِ مِنۡ غَيۡرِكُمۡ اِنۡ اَنۡتُمۡ ضَرَبۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ فَاَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةُ الۡمَوۡتِ ؕ تَحۡبِسُوۡنَهُمَا مِنۡۢ بَعۡدِ الصَّلٰوةِ فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ لَا نَشۡتَرِىۡ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى ۙ وَلَا نَكۡتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الۡاٰثِمِيۡنَ ﴿۱۰۶﴾

مومنو! جب تم میں سے کسی کی موت آموجود ہو تو شہادت (کا نصاب) یہ ہے کہ وصیت کے وقت تم (مسلمانوں) میں سے دو عادل (یعنی صاحب اعتبار) گواہ ہوں یا اگر (مسلمان نہ ملیں اور) تم سفر کر رہے ہو اور (اس وقت) تم پر موت کی مصیبت واقع ہو تو کسی دوسرے مذہب کے دو (شخصوں کو) گواہ (کرلو) اگر تم کو ان گواہوں کی نسبت کچھ شک ہو تو ان کو (عصر کی) نماز کے بعد کھڑا کرو اور دونوں خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہم شہادت کا کچھ عوض نہیں لیں گے گو ہمارا رشتہ دار ہی ہو اور نہ ہم اللہ کی شہادت کو چھپائیں گے اگر ایسا کریں گے تو گنہگار ہوں گے ﴿۱۰۶﴾

کوشش کریں کہ مسلمان گواہ مل جائیں۔ لیکن اگر مسلمان نہ ملیں تو غیر مسلم گواہ بھی بنائے جاسکتے ہیں۔

آپ یہ دیکھیں کہ حالات کے مطابق فیصلہ کرسکتے ہیں۔ یعنی سفر یا جہاز میں ہیں۔ مسلمان نہ ملے تو غیر مسلم کو ہی گواہ بنالیں۔

عربی زبان میں جن کے سامنے وصیت کی جائے اُن کو وصیع کہتے ہیں۔

لیکن اگر شک پڑ جائے کہ ہمارے سامان میں کمی بیشی کی گئی ہے۔ تو نماز کے بعد اُن کو جمع کر لیں۔ اُس دور میں عصر کی نماز کے وقت گواہوں کو لوگوں کے سامنے جمع کیا گیا تھا۔ آج کل کسی بھی نماز کے بعد۔

"۔۔۔اور دونوں خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہم شہادت کا کچھ عوض نہیں لیں گے گو ہمارا رشتہ دار ہی ہو اور نہ ہم اللہ کی شہادت کو چھپائیں گے اگر ایسا کریں گے تو گنہگار ہوں گے '

اَب اُن دونوں گواہوں کو روک لو۔ وہ دونوں قسم کھائیں کہ وہ حق تلفی نہیں کرینگے اور اللہ کی قسم کھا کر کہیں ہم شہادت کو نہیں چھپائیں گے۔ جھوٹی اللہ کی قسم کھانا گناہِ کبیرہ ہے۔ اس لئے کہ دین اسلام میں حقوق العباد کا بہت خیال رکھا گیا ہے۔ انسانی حقوق میں کسی بھی طرح کی زیادتی گناہِ کبیرہ ہے۔

یہ بہت بڑی بات ہے کہ ہمارے کسی بھی رویے سے کسی دوسرے کو کسی قسم کا بھی کوئی نقصان ہو۔ نہ جانی، نہ مال کا اور نہ ہی عزت کا۔

فَاِنۡ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسۡتَحَقَّاۤ اِثۡمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوۡمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيۡنَ اسۡتَحَقَّ عَلَيۡهِمُ الۡاَوۡلَيٰنِ فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنۡ شَهَادَتِهِمَا وَ مَا اعۡتَدَيۡنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾

پھر اگر معلوم ہو جائے کہ ان دونوں نے (جھوٹ بول کر) گناہ حاصل کیا ہے تو جن لوگوں کا انہوں نے حق مارنا چاہا تھا ان میں سے ان کی جگہ اور دو گواہ کھڑے ہوں جو (میت سے) قرابت قریبہ رکھتے ہوں پھر وہ خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے بہت اچھی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی ایسا کیا ہو تو ہم بے انصاف ہیں﴿۱۰۷﴾

عُثِرَ : بغیر چاہے کسی بات کا معلوم ہو جانا۔

لیکن پھر اچانک خبر آجائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کسی نے (اسۡتَحَقَّاۤ) حق تلف کر لیا ہے۔ اگر پتا چل جائے کہ اُن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ پھر مرنے والوں کے گھر والوں میں سے دو لوگ کھڑے ہو جائیں۔ پھر وہ بھی قسم کھائیں کہ فلاں چیز کم ہے۔ وہ قسم کھائیں کہ وہ زیادتی نہیں کر رہے۔

"پھر وہ خدا کی قسمیں کھائیں کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے بہت اچھی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی ایسا کیا ہو تو ہم بے انصاف ہیں"

(یہ بات ایک طرح کے جرگے یا پنچائت میں ہو رہی ہے۔ آج کل کورٹ یا عدالت بھی ہو سکتی ہے۔)

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

اس طریقے سے بہت قریب ہے کہ یہ لوگ صحیح صحیح شہادت دیں یا اس بات سے خوف کریں کہ (ہماری) قسمیں ان کی قسموں کے بعد رد کر دی جائیں گی اور خدا سے ڈرو اور اس کے حکموں کو (گوشِ ہوش سے) سنو اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا﴿۱۰۸﴾

وہ ایسے کہیں گے یعنی جھوٹی قسم کا وبال ہم پر نہیں پڑے گا۔ ہم سچی بات کر رہے ہیں۔ اس معاملے کو اتنا سنجیدہ کیوں لیا جا رہا ہے تا کہ کسی سے زیادتی نہ ہو جائے۔

ایک چیز دینے والا ہے اور ایک چیز کو لینے والا۔ دونوں قسم کھائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کسی خبر صحیح سے پتہ چلے کہ ان دونوں نے کوئی خیانت کی ہے تو میت کے وارثوں میں سے جو میت کے زیادہ نزدیک ہوں وہ دو شخص کھڑے ہوں اور حلیفہ بیان دیں کہ ہماری شہادت ہے کہ انہوں نے چرایا اور یہی زیادہ حق زیادہ صحیح اور پوری سچی بات ہے، ہم ان پر جھوٹ نہیں باندھتے اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم ظالم ہیں۔

اَب ایک طریقہ تو یہ تھا کہ اس بات کو چھوڑ دیا جاتا کہ کوئی بات نہیں ایک پیالہ ہی ہے۔ لیکن پھر معاشرے میں عدل اور انصاف نہیں رہتا۔ جب غلطی کرنے والا اور نہ کرنے والا برابر ہو جائیں۔ یہ ظلم ہو گا کہ ایک شخص پیسہ لگا کر چیز خریدے اور دوسرے کو مفت میں مل جائے۔

ایک اُصول اپنے لئے یاد رکھیں۔ کہ محنت کرنے والا اور کام کرنے والا شخص اُس شخص کے برابر کر دیا جائے جس نے کچھ نہیں کیا یہ عدل اور انصاف نہیں ہو گا۔

قیامت کے دِن حقوق العباد کا بھی حساب ہو گا۔ انسانوں کے انسانوں اور گروہوں کے ساتھ معاملات کا بھی حساب کیا جائے گا۔

مثالیں؛ اُستاد پڑھنے اور محنت کرنے والے بچوں کو نہ کام کرنے والوں کے برابر نہ کریں۔

ہم مسجد میں گئے وہاں ایک کی جگہ دو چیزیں اُٹھا لیں، زیادہ جگہ گھیر کر بیٹھیں۔ کہیں کھانے پر گئے تو پوری پلیٹ بھر لی، دوسروں کا خیال ہی نہ رکھا۔ یا دو پلیٹیں اُٹھا لیں۔ دوسروں کی حق تلفی نہ کریں۔ کھائیں لیکن ضائع نہ کریں۔

اپنا محاسبہ خود کریں۔ " وَاتَّقُوا اللهَ " اللہ سے ڈریں۔ پھر انسان میں خوبصورتی آتی ہے۔

اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ آپ دیکھیں کہ اللہ ایک نجی معاملے کو سامنے لا کر کس طرح ہماری رہنمائی فرما رہے ہیں۔

اپنے لئے محاسبے کے نقطے لکھیں۔ کیا میں کسی کی حق تلفی تو نہیں کر رہی؟ کیا میں عدل و انصاف کرنے والی ہوں؟ کیا میں دوسروں کو اجازت تو نہیں دے رہی کہ وہ مجھ پر ظلم کر کے گناہ گار ہوں؟

ملکی سطح پر آپ پورا ٹیکس دیں۔ قانون کا احترام کریں۔ دوسرا دیکھیں کہ اپنی ذمّہ داری پوری کر رہے ہیں یا نہیں۔ ہر ایک نے اپنا حساب دینا ہے۔ آپ جو وعدے کریں وہ پورے کریں۔

اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں نصیحت لینے والا بنا دے۔ اور قرآن پاک کو پڑھنا۔ سیکھنا اور اِس پر عمل کرنا ہماری زندگی کا حصّہ بنا دے۔ دُعا ہے کہ ہم ایسے عدل و انصاف کرنے والے ہوں کہ لوگ ہمارے معاملات دیکھ کر کہیں کہ ہم واقعی مسلمان ہیں۔ اور لوگ واقعی ہم سے سلامتی میں ہوں۔ آمین۔

آیات کا خلاصہ؛ کیونکہ آیات معنی کے اعتبار سے کچھ مشکل ہیں اس لئے خلاصہ دہرا رہی ہوں۔

اچانک نزع کی سختیاں یا موت قریب ہونے کی نشانیاں ظاہر ہو جائیں۔ تو کوشش کریں کہ دو مسلمان ورنہ جو کوئی بھی مل جائے۔ تو اپنا مال اسباب اُس کے سپرد کریں۔ اور وصیت کر دیں کہ میرا سامان میرے گھر والوں تک پہنچا دو۔ اگر گھر والوں کو شک ہو جائے کہ مال یا سامان پورا نہیں ملا۔ تو اُن لوگوں کو نماز کے بعد یا کسی جگہ روک لیں۔ وہ قسم کھا کر بتائیں کہ ہم نے ایمانداری سے سارا سامان آپ کو دیا ہے۔ پھر گھر والوں میں سے دو لوگ قسم کھائیں گے کہ ہمارے مال میں سے کوئی چیز کم ہے۔ پھر وہ کوئی ثبوت دکھا سکتے ہیں۔ مثال اوپر والے واقعے میں وہ لسٹ دکھائی گئی۔ لیکن وہ دو لوگ نہ مانے۔ پھر کچھ دِن بعد وہی پیالہ ایک سُنار کے پاس سے ملا۔ سُنار سے پوچھا گیا کہ تمہیں یہ کہاں سے ملا تو اُس نے بتایا مجھے یہ تمیم اور عدی نے ایک ہزار میں بیچا ہے۔

پھر اللہ کے نبیؐ نے اُن دونوں سے وہ ایک ہزار لے کر گھر والوں کو دے دیا۔